67589 ـ شادى كے بعد مالى حالت اچھى نہ ہونے تك عدم مباشرت پر اتفاق

سوال

اگر كسى حالت ميں كسى مسلمان لڑكے كو كوئى مسلمان لڑكى پسند آ جائے اور دونوں عقد نكاح كرنے كا فيصلہ كريں اور دونوں كو علم ہو كہ لڑكا ابھى زير تعليم ہے اور ابھى تك گھريلو اخراجات كا مالك نہيں اور دونوں اس پر متفق ہيں كہ جب تك مالى حالات ٹھيك نہ ہوں وہ ازدواجى تعلقات قائم نہيں كرينگے كيا دين اسلام ميں ايسا كرنا جائز ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

شادى و نكاح تو رزق كے اسباب ميں سے ايك سبب ہے جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور تم اپنے غير شادى شدہ مرد اور عورتوں كا نكاح كر دو اور اپنے نيك و صالح غلاموں اور لونڈيوں كا، اگر وہ فقراء اور تنگ دست ہيں تو اللہ عزوجل انہيں اپنے فضل سے غنى كر ديگا، اللہ بڑا وسعت والا اور جاننے والا ہے النور (32).

امام قرطبى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" الايامى منكم: يعنى وہ مرد اور عورت جن كى شادى نہيں ہوئى.

اور قولہ تعالى:

" ان يكونوا فقراء يغنھم اللہ من فضلہ " يعنى تم مرد اور عورت كے فقر كى بنا پر ان كى شادى كرنے سے رك مت جاؤ، اگر وہ فقير و تنگ دست ہيں تو اللہ تعالى اپنے فضل سے انہيں غنى و مالدار كر ديگا، شادى شدہ افراد كو غنى و مالدار كرنے كا وعدہ ہے جو اللہ كى رضا اور گناہ سے اجتناب كرنے كى بنا پر ہے.

ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہ كہتے ہيں:

" نكاح كر كے مالدارى تلاش كرو " اور پھر انہوں نے يہ آيت تلاوت كى.

اور عمر رضى اللہ تعالى عنہ كا فرمان ہے:

" مجھے ايسے شخص سے تعجب ہوتا ہے جو نكاح ميں مالدارى طلب نہيں كرتا "

اور پھر اللہ عزوجل کا فر مان ہے:

اگر وہ فقراء اور تنگ دست ہیں تو اللہ تعالی اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیگا "

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی ایسے ہی مروی ہے"

اور قرطبی رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ فقیر و تنگ دست کی شادی کی جائیگی، اور وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں شادی کیسے کروں میرے پال تو مال ہی نہیں ہے ؟

کیونکہ اس کا رزق تو اللہ کے ذمہ ہے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کرنے والی عورت کا نکاح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے ساتھ کیا جس کے پاس صرف ایک ہی چادر تھی " انتہی

دیکھیں: تفسیر القرطبی (12 / 218).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تین قسم کے افراد کی مدد کرنا اللہ کے ذمہ ہے: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا شخص، اور وہ مکاتب غلام جو ادائیگی چاہتا ہو، اور جو عفت و عصمت کی بنا پر نکاح کرنا چاہتا ہو "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1579) سنن نسائی حدیث نمبر (3166) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2509) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے.

اس لیے اگر یہ نوجوان نکاح کر لے اور بیوی اپنے میکے ہی رہے، حتی کہ ان دونوں کے لیے اپنا گھر میسر آ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، نوجوان کو کوشش اور جدوجہد کرنی چاہیے کہ وہ کوئی ملازت حاصل کر لے جس سے وہ اپنا اور بیوی بچوں کا خرچ چلا سکے، تا کہ بیوی اور بیوی کے میکے والے بھی طویل مدت سے نقصان اور ضرر نہ اٹھائیں.

اور اگر مراد یہ ہے کہ بیوی خاوند کے گھر منتقل ہو جائیگی اور انہوں نے مباشرت نہ کرنے کا اتفاق کر رکھا ہے تا کہ اس مرحلہ میں اولاد پیدا نہ ہو تو ایسا نہیں کرنا چاہیے اس کے کئی ایک اسباب ہیں:

1 ـ مباشر اور ازدواجی تعلقات قائم نہ کرنے میں نکاح کی سب سے اہم مصلحت اولاد کا حصول فوت ہو جاتا ہے.

2 ـ فقر و فاقہ کے ڈر سے اولاد پیدا نہ کرنا اللہ پر توکل کے منافی ہے، اور پھر اس میں اہل جاہلیت سے بھی مشابہت

ہوتی ہے جو اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خدشہ سے قتل کر ڈالتے تھے اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو ہر نفس کا رزق اپنے ذمہ لے رکھا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

اور زمین میں جو کوئی بھی جاندار ہے اس کی روزی اللہ کے ذمہ ہے، وہی اس کے رہنے سہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو بھی سب کچھ واضح کتاب میں موجود ہے ھود (6).

اور ايك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ جس کا تم وعدہ کیے جاتے ہو الذاریات (22).

یہاں دو چیزوں پر تنبیہ کرنا ضروری ہے:

اول:

نکاح میں نکاح کے ارکان اور اس کی شروط کا پایا جانا ضروری ہے، مرد اور عورت کی رضامندی کا ہونا، اور نکاح کے شرعی موانع نہ ہوں مثلا محرم ہونا یا رضاعت، اور عورت کے ولی کا موجود ہونا، اور دو گواہ بھی ہوں، وگرنہ نکاح صحیح نہیں ہوگا.

دوم:

شادی سے قبل مرد و عورت کے مابین تعلقات قائم کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایسا کرنے میں بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، مثلا اس کے ساتھ دل معلق ہونا، بیمار ہونا، ايك دوسرے کو دیکھنا، خلوت کرنا، بات چیت میں نرم رویہ اختیار کرنا، اس کے علاوہ دوسری حرام اشیاء.

واللہ اعلم .